اسے بھی یاد رکھیے

- گیندے کے ہرے پتے پیس کر لیپ کرنے یا اس کا رس نچوڑ کر چند بار لگانے سے داد ختم ہو جاتا ہے۔
- تلسی کے ہرے پتے پیس کر لگانے سے بھی داد جاتا رہتا ہے۔
- بچھو کا زہر دور کرنے کے لئے کھانے کا نمک قدرے پانی میں گھول کر چند قطرے دونوں آنکھوں میں ڈال دیں انشاء اللہ نفع ہوگا اور زہر اتر جائے گا۔
- نکسیر کا خون بند کرنے کے لئے پودینہ تر یا خشک چٹکی سے مسل کر خوب سونگھیں، خون بند ہو جائے گا۔
- تلسی کے پتے پیس کر لگانے سے منھ کی چھائیاں چھٹ جاتی ہیں۔
- چھائیں دور کرنے کے لئے پیلی سرسوں گائے کے دودھ میں پیس کر لگائیں اور صبح کو دھو ڈالیں چند روز میں چھائیں ختم ہو جائے گی گائے کا دودھ نہ ملے تو بکری یا بھینس کا دودھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔
- اگر کسی نے غلطی سے جمال گوٹہ کھا لیا ہو اور بری طرح دست آرہے ہوں تو فوراً دھنیا کوٹ چھان کر سفوف تیار کریں اور پانچ گرام سفوف سو گرام دہی حل کر کے پلائیں انشاء اللہ دو تین بار پلانے میں دست رک جائیں گے۔
- اگر پیٹ میں کیڑے پڑ جائیں تو کچے پپیتے کا دودھ پانچ گرام، دس گرام شہد میں ملائیں پھر پچاس گرام گرم پانی میں ملا کر ٹھنڈا کر کے پلا دیں اور دو گھنٹے کے بعد پانچ گرام ارنڈی کا تیل پلا دیں تو تمام کیڑے دست کے ذریعہ خارج ہو جائیں گے۔

قادیانیت

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جس کا نام سن کر ہی قادیانی گھبرانے لگتے ہیں۔ یہ کتاب ملک کے باہر اور افریقہ کے بعض حصوں میں اس فتنے کے لیے ایک سنگ گراں بلکہ پیامِ اجل ثابت ہوتی ہے۔ تاریخی ثقاہت، استدلال کی قوت، اسلوب کی متانت اور قلم کی شگفتگی، کتاب کے سارے مباحث میں یکساں طور پر ملتی ہے اور پوری کتاب میں معاندانہ طرزِ کلام کے بجائے خالص علمی اور تحقیقی طرز اختیار کیا گیا ہے تاکہ قبولِ حق میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکے۔

قیمت:

انگریزی ایڈیشن

عربی

اردو

مکتبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ
اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

دفتر ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ

R. No 2416 57   L/W NP 58

زاد سفر

یعنی

احادیث صحیحہ کا مجموعہ

امام نوویؒ شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب
ریاض الصالحین کا عام فہم ترجمہ

ضروری حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

حدیث شریف کا ایک چھوٹا سفری کتاب خانہ اور منزل آخرت کا
بہترین زاد سفر

137-

Price 13-50
MAKTABA-E-ISLAM
Gwynne Road Lucknow
only cover printed at Sarkar press Aminabad Lucknow
MAY 1978

تذکرہ

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کے مشہور مقبول بزرگ اور عالم، اویس زمانہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۸ھ ۱۳۱۳ھ) کے سوانح حیات، حالات وکمالات اور ارشادات وملفوظات پر مشتمل ہے۔

کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضرت مولانا کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہے اور درد و محبت کی وہ آنچ اس کو بھی محسوس ہو رہی ہے جو مولانا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

وہ حضرات جو درد و محبت کے جویا اور اہلِ یقین کے طالب ہیں، ان کے لیے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔

—— قیمت ——

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

بیادگار امۃ اللہ تسنیم صاحبہ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

جلد ۲۲ جون ۱۹۷۸ء مطابق رجب المرجب ۱۳۹۸ھ نمبر ۶

مدیر: **محمد ثانی حسنی**

معاونین: **امامہ حسنی * میمونہ حسنی**

قیمت فی پرچہ .... ایک روپیہ

سالانہ چندہ .... دس روپیہ

ممالک غیر بشمول پاکستان (بحری ڈاک) .... دو پاؤنڈ

ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

جناب سید حسین حسنی ڈی، اے، ۱۴/۱ ناظم آباد کراچی پاکستان

کیا اور کہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم .... محمد ثانی حسنی ۳
قرآن آپ سے مخاطب ہے .... محمد الحسنی ۶
حدیث کی روشنی میں .... امۃ اللہ تسنیم ۹
فریاد .... خیر النساء بہترؔ ۱۱
اللہ کے راستہ میں .... حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی ۱۲
دشمنوں سے حسن سلوک .... علامہ سید سلیمان ندوی ۱۵
نعت .... والی آسی ۱۹
بیٹی کی شادی .... شیخ علی طنطاوی ترجمہ سید محمد انس ندوی ۲۰
عورت .... حضرت ماہر القادری ۲۵
میری دلربا تسبیح .... الیسہ شیروانی ۲۶
خدا کی چوری .... امۃ الوحی صاحبہ ۲۹
ذائقہ .... مخدومہ خیر النساء بہترؔ ۳۱
اسے بھی یاد رکھیے .... ادارہ ۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد ثانی حسنی

اس وقت دوسرے ملکوں کی طرح ہمارے ملک میں بھی عورتوں میں خدا بیزاری اور بداخلاقی پھیلانے کی منظم تحریکیں چل رہی ہیں خصوصاً مسلمان پردہ نشین خواتین کی طرف ان تحریکوں کا خاص رخ ہے، بداخلاقی اور بے دینی عام کرنے کے لئے اور مسلمان خواتین کو اس راستہ پر ڈالنے کے لئے ہر ممکن ترکیبیں کی جانے لگی ہیں، اس کام کے لئے بدقسمتی سے بہت سی مسلمان خواتین جو خود آزاد، بے باک اور دین سے دور ہیں معاون کیا روح رواں ثابت ہو رہی ہیں، سیر و تفریح کے ذریعہ سے، لٹریچر کے ذریعہ سے، فلمی گانوں اور گندی اور عریاں تصویروں کے ذریعہ سے، گفتگو کے ذریعہ سے، معاشرت و معاملات کے ذریعہ سے حتیٰ کہ اقتصادی دباؤ سے گھر گھر اس وبا کو عام کرنے کی سازش ہے اور تیزی کے ساتھ یہ مرض اب ان گھروں میں گھس رہا ہے جو اخلاق شرافت دینداری اور شرم و حیا میں امتیاز کے مالک تھے جس طرح کوئی وبا پھوٹ نکلتی ہے اور لوگ بغیر امتیاز کے اس کے شکار ہوتے چلے جاتے ہیں اسی طرح یہ وبا شہروں، دیہاتوں، نچلے طبقوں اعلیٰ گھرانوں میں بلا امتیاز گھستی جا رہی ہے اور اس مسموم جراثیم سے اچھے اچھے گھرانے جنکو اپنی دینداری اور تقوی پر ناز تھا اپنے کو محفوظ نہیں پاتے شعوری اور غیر شعوری طور پر اس کے اثرات قبول کرتے جا رہے ہیں جس کے نتائج مختلف خاندانوں میں بڑے رنجیدہ اور پریشان کن نکلنے لگے ہیں جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہر حساس بہن

اس تلخی کو ضرور محسوس کرتی ہوں گی خواہ آنکھوں سے دیکھ کر یا کانوں سے سن کر، اس لئے کہ یہ وبا اور اس کے تباہ کن نتائج و اثرات عام سے عام تر ہوتے جا رہے ہیں اور یہ کوئی علمی بات نہیں رہی جس کو دلائل یا مثالیں دے کر سمجھایا جائے، لیکن افسوس ہے کہ بد اخلاقی اور اس کے نتائج، بے دینی اور اس کے اثرات کا بہتوں کو احساس ہے لیکن اس کے روک تھام یا کم از کم اپنی حفاظت کی فکر کسی کو نہیں اور اگر ہے تو بہت کم جس کی مثال سمندر میں قطرے کی ہے جو سمندر میں گر کر اپنا وجود بھی کھو دیتا ہے حالانکہ یہ وبا طاعون اور ہیضہ سے بھی زیادہ سخت اور خطرناک ہے، عام خواتین جو برے اور بھلے کی تمیز نہیں رکھتیں یا وہ عورتیں جو بے دینی اور بد اخلاقی کو ......

بے دینی اور بد اخلاقی نہیں سمجھتیں بلکہ ترقی اور روشن خیالی جانتی ہیں اُن سے ہم کو سر دست کچھ کہنا نہیں، ہماری درخواست دینی جذبہ رکھنے والی اور اخلاق شرافت و شرم و حیا کا احساس رکھنے والی بہنوں سے ہے جو بہر حال اس تلخی اور اس مصیبت کو زہر سے زیادہ مضر محسوس کرتی ہیں کہ آپ اپنی قوت اور جذبۂ دینی اور اخلاقی طاقت کو کیوں فنا کر رہی ہیں اور احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اس وبا کے سامنے کیوں سر تسلیم خم کر رہی ہیں، آپ کیوں نہیں کوشش کرتیں کہ آپ کے گھر، آپ کے پڑوس، آپ کی بہنیں، آپ کے بچے اور خود آپ اس تباہ کن وبا سے محفوظ رہیں آج جب کہ آپ ہی کی بہنیں اپنی پوری قوت اور طاقت بے دینی اور بد اخلاقی کو پھیلانے میں صرف کر رہی ہیں، کیا اس صورت میں دین اور اخلاق کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، اگر آپ کے نزدیک بے دینی اور بد اخلاقی طاعون سے زیادہ سخت ہے، اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ بے دینی اور بد اخلاقی آپ کے گھرانوں اور بچوں کو تباہ کر رہی ہے، اگر ان دونوں کے نتائج اور مضر اثرات آپ محسوس کرتی ہیں تو اس پر خاموش رہنا اور اپنی قوت و طاقت کو بے کار رکھنا بہت بڑا دینی اور

اخلاقی جرم ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ طوفان آپ کی زندگی کے سکون و قرار کو تباہ کر دے گا اور وقت گزرنے کے بعد سوائے حسرت و افسوس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ ابھی آپ بہت کچھ کر سکتی ہیں، آپ کی بات سنی جا سکتی ہے آپ کی کوشش بار آور ہو سکتی ہے، یاد رکھئے یہ وبا صرف قلم یا صرف زبان سے یا صرف ملنے جلنے سے دور نہیں ہوتی ہے، سب سے پہلا کام یہ ہے کہ خود آپ ان طریقوں سے اور ان کاموں سے بچیں، جو بے دینی اور بد اخلاقی کی طرف لے جاتے ہیں، اپنے اعمال و کردار، اپنے اخلاق و معاشرت سے یہ ثابت کریں کہ دین و اخلاق، حیا و شرافت ہی عورت کا جوہر ہے وہ بہنیں بے دینی اور بد اخلاقی کی معاون ہیں جو بازاروں، پارکوں اور عام جگہوں میں پردہ میں رہ کر اپنی بے پردگی کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں، فلمی رسالوں کو اپنے گھروں میں گھسنے سے نہیں روکتیں، مجلسوں میں آزادانہ گفتگو سے نہیں بچتیں، اپنے بچوں کی دینی و اخلاقی حالت کی نگہداشت نہیں کرتیں. اگر آپ کو اللہ نے قلم کی طاقت دی ہے تو قلم سے زبان کی طاقت دی ہے تو زبان سے قوت عمل بخشی ہے تو اپنے عمل اور کوشش سے بے دینی اور بد اخلاقی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکئے ورنہ وہ وقت بہت قریب ہے کہ آپ کی غفلت و کوتاہی یا خاموشی سے دین اور اخلاق کا بند ٹوٹ جائے گا اور کوئی گھر اس سیلاب سے محفوظ نہ رہ سکے گا بلکہ تنکے کی طرح اس سیلاب میں بہہ نکلے گا۔

قرآن آپ سے مخاطب ہے!

محمد الحسنی

سلسلہ ایمانیات

ایمان بالرسالت

ھُوَالذی بعث فی الامیین رسُولاً منھُم یتلوا علیھم

وہی ہے جس نے بھیجا ناخواندہ لوگوں میں ایک رسول انہی میں سے جو ان کو پڑھکر سناتے ہیں

آیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من

انکی آیتیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور انکو سکھاتے ہیں کتاب اور دانشمندی اور تھے یہ لوگ اس سے

قبلُ لفی ضلال مبین ۝ (سورہ جمعہ)

پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں

ایمان باللہ کے بعد ایمان بالرسالت کا نمبر ہے، کامیابی اور نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حاکمیت مطلقہ اور ربوبیت تامہ پر ایمان کافی نہیں اسی کے ساتھ سلسلۂ نبوت اور ان تمام انبیاء کرام پر ایمان لانا ضروری ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ایمان کی درستی کی لازمی شرط ہے، ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور ان پر بھی جن کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ جن کا ذکر نہیں ہے ان پر ہمارا ایمان اجمالی ہونا چاہیے۔ اپنی طرف سے تاریخی مطالعہ کی بنیاد پر یا دوسرے صحف آسمانی کی روشنی میں ہم کسی کو متعین طور پر نبی نہیں قرار دے سکتے لیکن

وان من امۃٍ الا خلا فیھا نذیرٌ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ہم نے ڈرانے والا نہ بھیجا۔

کی بنیاد پر اجمالی طور پر اور مجموعی حیثیت سے سب پر ایمان رکھنا چاہیے اس میں سب سے بڑا مرتبہ سید الانبیاء خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اس بات کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ نبی کی حیثیت صرف قائد کی نہیں ایسا نہیں ہے کہ وہ خدا کا پیغام پہونچا کر اپنا کام ختم کر دیتا ہے انسان بھی اس پیغام کو لے کر اس سے مستغنی ہو جاتے ہیں بلکہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان احکام و تعلیمات کو جیتے جاگتے کردار میں پیش کرے، یہ وہ چیز ہے جس کو

۱:۔ تلاوت آیات ۲:۔ تزکیہ ۳:۔ تعلیم کتاب و حکمت

سے تعبیر کیا گیا ہے ان تین میدانوں میں دعوت و تربیت کے بعد رسالت کا عظیم مقصد پورا ہوگا۔ اور انسانوں کا وہ معاشرہ وجود میں آسکے گا جس میں ان تعلیمات الٰہیہ کا پورا عکس جھلک رہا ہو۔

تربیت و تعلیم کا سب سے اہم پہلو جامعیت ہے وہ نہ صرف تلاوت ہے اور نہ صرف مجاہدہ و عبادت نہ محض علوم و معارف بلکہ وہ ان تینوں پہلوؤں کا جامع ہے اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان بالرسالت میں رسالت کا یہ وسیع تر مفہوم شامل ہے اور کوئی دعوت، اصلاحی و تبلیغی کوشش، اسلامی علوم کے احیاء کا مشن اس وقت تک مکمل اور جامع نہیں کہلائے گا جب تک رسالت کا یہ عکس جمیل اس میں نظر نہ آئے۔

لیکن ایمان بالرسالت میں صرف کمال و جامعیت ہی کا مفہوم شامل نہیں اور اس میں صرف رسمی و قانونی تعلق کا مطالبہ نہیں اس کے ساتھ ساتھ عقیدت و محبت کے وہ جذبات بھی مومن کے دل میں موجزن ہونے چاہئیں جس کے بے نظیر واقعات صحابہ کرامؓ کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔

صلح حدیبیہ سے پہلے حضرت عروہ ابن مسعود کو قریش نے سفیر بنا کر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور ان کو ہدایت کی تھی کہ وہاں جو کچھ دیکھیں یہاں آکر بتائیں؛ انھوں نے واپس جاکر جو صورتِ حال بیان کی اور آج کل کی زبان میں رپورٹ پیش کی وہ یہ ہے عروہ کہتے ہیں۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو وضو کے بچے ہوئے پانی پر صحابہؓ یوں گرتے ہیں گویا اب لڑ پڑیں گے حضورِ اکرم کے دہن مبارک سے جو شے نکلتی ہے اس کو زمین پر گرنے نہیں دیتے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر رک جاتی ہے جسے وہ سر پر مل لیتے ہیں حضورؐ جب کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، حضورِ اکرم کچھ بولتے ہیں تو سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں، تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضورِ اکرمؐ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔

لوگو میں نے کسریٰ کا دربار دیکھا ہے اور قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے اور نجاشی کا دربار بھی دیکھا ہے مگر اصحاب محمدؐ جو تعظیم محمدؐ کی کرتے ہیں، وہ کسی بادشاہ کو خود اس کے دربار اور ملک میں حاصل نہیں ہے۔

بقیہ مضمون حدیث کی روشنی میں

میں نے کہا ایک تہائی فرمایا ہاں تہائی بھی بہت ہے، تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا ان کو محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور دیکھو تم اللہ کی خوشی کے لئے جو کچھ خرچ کروگے اللہ کی رضا چاہتے ہو تو اس کا اجر تم کو ملےگا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منھ میں ڈالوگے اس کا بھی ثواب ملےگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد تک زندہ رہوں گا۔ فرمایا تم اپنی بقیہ عمر میں جو عمل اللہ کی رضا کے لئے کروگے اس کے سبب تمہارے درجے اور بلندی میں ترقی ہوگی بہت ممکن ہے کہ تم زندہ رہو بعض کو تم سے نفع پہنچے اور بعض کو نقصان پھر آپ نے فرمایا اے اللہ میرے ساتھیوں کے لئے ان کی ہجرت آخر تک گزار دے انکو الٹے پاؤں نہ پلٹا۔ لیکن بیچارے قابل رحم تو سعد بن خولہ ہیں ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترس کھاتے تھے۔ اس لئے کہ انھوں نے مکہ میں وفات پائی۔

حدیث کی روشنی میں

اَمۃُ اللہ تسنیم

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

حضرت عمر ابن الخطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ تمام عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق ملے گا جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کریگا تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی اور جو دنیا کے حصول کے لئے کریگا یا کسی عورت سے نکاح کے لئے کریگا تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے ترک وطن کیا ہے۔ (بخاری مسلم)

حشر اپنی اپنی نیتوں پر ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر حملہ کرے گا جب میدان میں آجائے گا تو ان کے اگلے پچھلے لوگ دھنسا دیئے جائیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ان کے اگلے پچھلے لوگ کیسے دھنسا دیئے جائیں گے حالاں کہ ان میں بازار کے لوگ اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو حملہ کرنے والوں کے شریک نہیں، آپؐ نے فرمایا سب دھنسا دیئے جائیں گے لیکن اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری مسلم)

نیت اور جہاد قیامت تک باقی رہیں گے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد اب مکہ سے ہجرت نہیں ہے اس لئے کہ وہ دارالاسلام ہوگیا — مگر نیت اور جہاد باقی رہیں گے جب تم کو جہاد کے لئے اٹھایا جائے تو چل کھڑے ہو۔

نیت کی بنا پر عمل میں شرکت

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی لڑائی میں تھے آپ نے فرمایا کچھ لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں وہ تمھارے ساتھ نہیں آئے لیکن اجر میں وہ تمھارے شریک ہیں ان کو مرض نے روک لیا۔ (بخاری مسلم)

معذور مجاہدین کے ساتھ شریک ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک سے پلٹ رہے تھے آپ نے فرمایا کچھ لوگ پیچھے رہ گئے نہ تمھارے ساتھ چلے اور نہ انھوں نے اس سفر کی کوئی گھاٹی طے کی مگر وہ تمھارے ساتھ شریک ہیں مرض نے ان کو مجبور کر دیا۔

بیٹے کو مل جانے سے باپ کی خیرات کا ثواب نہیں جاتا

حضرت ابو یزیدؓ معن بن یزید سے روایت ہو کہ میرے باپ نے صدقہ کے لئے دینار نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس رکھ دیئے میں مسجد میں آیا اور میں نے ان کو لیا اور لے کر گھر پلٹا میرے باپ نے کہا قسم خدا کی میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ پھر ہم دونوں آپس میں بحث کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا اے یزید تمھاری نیت کا تمھیں اجر ملے گا۔ اور اے معن جو تم نے لیا وہ تمھارا ہو چکا (بخاری)

اللہ کی خوشی کے لئے بیوی کو کھلانا بھی ثواب و عبادت ہے

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہو کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے حجۃ الوداع کے سال تشریف لائے اور میں سخت بیمار تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ دیکھ رہے ہیں میری بیماری کس حد تک پہونچ گئی ہے میں بہت مالدار ہوں اور میرے ایک ہی بیٹی ہے کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ کر سکتا ہوں فرمایا نہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ نصف، فرمایا نہیں،

(باقی صفحہ ۸ پر)

فریاد

از خیر النساء بہترؔ

سُن لے یہ فریاد میری اے خدائے پاک ذات
اب نہ آئیں ایسے دن یا رب کبھی بھی تا حیات
ساری آفاتِ قیامت سے الٰہی دے اماں
سخت ہیں آفات یہ اور میں ضعیف و ناتواں
رحمتوں اور برکتوں کا ہو خدایا وہ نزول
مشکلیں نازل ہیں جو ہو جائیں ساری خاک دھول
ہے وہی در بار تیرا اور وہی تیرا کرم
کیوں نہیں ہوتی ہے اب ہم پہ تری چشمِ کرم

اللہ کے راستے میں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

قرآن مجید سے یہ بات صاف طریقے سے ثابت ہوتی ہے کہ امت کے ملی اور اجتماعی تقاضوں اور دین کی حفاظت و اشاعت کے مطالبے اور اس کی ضرورتوں میں اپنا مال صرف کرنے سے آنکھیں بند کر کے افراد کا اپنے ذاتی کاروبار اور اپنی معاشرتی ترقی و استحکام کی فکر و کوشش میں انہماک صریح خودکشی کے مرادف ہے اور جو جماعت یہ غلط راستہ اختیار کرتی ہے وہ اپنے ہاتھوں ہلاکت کے غار میں گرتی ہے اور اس شاخ پر تیشہ چلاتی ہے جس پر اس کا آشیانہ ہے بلکہ کھلے لفظوں میں وہ اپنے ہاتھوں زہر ناب کا پیالہ پیتی ہے۔ قرآن مجید کے صاف لفظ ہیں:-

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (بقرہ ۱۹۵)

اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو

اس آیت کے محرم راز میزبان نبوت حضرت ابو ایوب انصاریؓ تھے انھوں نے قسطنطنیہ کے محاصرہ میں ان لوگوں کو ٹوکا جو اس آیت کی رو سے دین کے راستے میں قربانی اور خطرے میں پڑنے کی مخالفت نکالتے تھے اور ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اس آیت کی رو سے جو کسی دینی مقصد کے لئے اپنی جان پر کھیل جائے یا سر ہتھیلی پر رکھ کر نکلے وہ خودکشی کا مرتکب ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب ایک عرصہ کی مالی قربانیوں اور عملی نصرت و کوششوں کے بعد اسلام کے قدم مدینہ میں جم گئے اور

اور اسلام کے سپاہی اور مجاہد... پیدا ہو گئے اور ہم نے سوچا کہ اب کچھ روز کے لئے ہم اسلام کی نصرت اور خدمت (اور گویا اس سلسلہ کے بے پایاں مصارف) سے عارضی رخصت لے کر کچھ عرصہ کے لئے اپنے ذاتی کاروبار، باغات، زراعت اور ان تجارتوں کو سنبھالیں اور ان کی دیکھ بھال میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں جو ہماری تبلیغی اور مجاہدانہ سرگرمیوں اور روز و شب کی مشغولیت کی وجہ سے سخت متاثر ہوئی تھیں اور ان پر کاری ضرب پڑی تھی حضرات انصار کے دل میں یہ وسوسہ بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ اسلام کی خدمت اور اس کی قربانیوں سے مستقل طور پر سبکدوشی اور آزادی حاصل کر لیں۔ انھوں نے محض وقتی طور پر عارضی رخصت اور اجازت لینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان صریح اور ڈرا دینے والے لفظوں میں ان کی تنبیہ کی گئی اور بتلایا گیا کہ دین و ملت کی مدد سے (عارضی) دست کشی اور انفرادی سرسبزی اور بہبود کا خیالی منصوبہ بھی خودکشی کا مرادف ہے۔ اس غیر مشتبہ طریقہ پر یہ ثابت ہو گیا کہ افراد کا وجود ملت سے ہے اور ملت ہی کی حفاظت و استحکام میں ان کی حفاظت اور استحکام کا راز مضمر ہے جس طرح پتوں کی سرسبزی و شادابی درخت سے وابستہ ہے درخت سے جدا ہونے کے بعد کسی شاخ کو اور کسی بڑی سے بڑی ذہانت اور صنعت سے بھی ان کو سرسبز و شاداب نہیں رکھا جا سکتا اسی طرح ملت کے افراد کی زندگی اور اس کا نمو و ارتقا بھی ملت ہی سے مربوط ہے اور ہر دور میں ان کے لئے پیغام ازلی اور قانون زندگی یہی ہے کہ ع

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

افراد موج ہیں اور ملت ایک رواں دریا، دریا کے بغیر موجوں کا تصور بھی ممکن نہیں۔ ع

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

اسی طرح ملت اسلامیہ کے افراد کسی ملک میں ملت سے کٹ کر اور اس کے ملی اور اجتماعی تقاضوں سے آنکھیں بند کر کے محض انفرادی خوشحالی، معاشی ترقی، ذاتی سرمایہ اور حصول زر و منصب و اعزاز، شخصی حفاظت و ضمانت پر کبھی زندہ، محفوظ و باعزت و باوقار نہیں رہ سکتے

ملت کے کھلے ہوئے اجتماعی تقاضوں اور ضرورتوں کی تکمیل سے افراد کا پہلوتہی کرنا اور ان کے بارے میں تغافل سے کام لینا اور اپنے ذاتی کاروبار کی ترقی اور اپنے محدود خاندانوں کی بہبود و آسائش پر اپنی تمام توجہ مرکوز کر لینا اور اپنی خیالی جنت میں مست رہنا اور اسی کو حقیقی مسرت و کامیابی سمجھنا اپنے حق میں کانٹے بونا اور پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔ ممالک اسلامیہ کی پوری تاریخ اور مسلمانوں کا سابق طرز عمل اس اعلان کی صداقت کی تصدیق کرتا ہے۔ جس نسل یا ملک کے مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی اور انھوں نے اس کوتاہ نظری اور کوتاہ اندیشی سے کام لیا وہ حرف غلط کی طرح مٹا دیئے گئے اور ان کی زندگی کا تاروپود بکھر کر رہ گیا، اندلس، بخارا اور سمرقند کی تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی عشق میں ڈوبی ہوئی کتاب

کاروانِ مدینہ

مختلف عنوانات کے تحت درد و اثر میں ڈوبے ہوئے مضامین کا مجموعہ جن کا تعلق ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے آپ کی سیرت پاک، اس کی تعلیمات، پیام اس کے عطیات و احسانات اور اس کے عالمگیر نتائج و اثرات سے ہے۔ آخر میں ایک نعتیہ تمثیلی مشاعرہ بھی ہے جس میں فارسی اور اردو کے مشہور شعراء نے بارگاہ نبوی میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

بہترین فوٹو آفسٹ کی طباعت خوبصورت گردپوش۔ قیمت ۱۲/۰

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

دشمنوں سے حُسنِ سلوک

علامہ سید سلیمان ندوی

دشمنوں سے پیار کرنے کا وعظ سنا گیا لیکن اس کی عملی مثال نہیں دیکھی ہوگی آیئے مدینہ کی سرکار میں آپ کو دکھاؤں، مکہ کے حالات چھوڑتا ہوں کہ میرے نزدیک محکومی، بےکسی اور معذوری عفو و درگزر اور رحم کے ہم معنی نہیں ہے۔ ہجرت کے وقت قریش کے رئیس یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو محمدؐ کا سر قلم کر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے، سراقہ ابن جعشم اس انعام کے لالچ میں مسلح ہو کر آپ کے تعاقب میں گھوڑا ڈالتا ہے، قریب پہنچ جاتا ہے حضرت ابوبکرؓ گھبرا جاتے ہیں، حضورؐ دعا کرتے ہیں تین دفعہ گھوڑے کے پاؤں دھنس جاتے ہیں سراقہ تیر کے پانسے نکال کر فال دیکھتا ہے ہر دفعہ جواب آتا ہے کہ ان کا پیچھا نہ کرو نفسیاتی حیثیت سے سراقہ مرعوب ہو چکتا ہے واپسی کا عزم کر لیتا ہے۔ حضورؐ کو آواز دیتا ہے اور خط امان کی درخواست کرتا ہے کہ جب حضورؐ کو خدا قریش پر غالب کرے تو مجھ سے باز پرس نہ ہو آپ پروانہ امان لکھوا کر اس کے حوالے کرتے ہیں فتح مکہ کے بعد وہ اسلام لاتا ہے تاہم آپ اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ سراقہ تمھارے اس دن کے جرم کی اب کیا سزا ہو۔

ابوسفیان کون ہے وہ جو بدر، احد، خندق وغیرہ لڑائیوں کا سرغنہ تھا جس نے کتنے مسلمانوں کو تہ تیغ کرایا جس نے کتنی دفعہ حضور سرور عالم کے قتل کا فیصلہ کیا جو ہر قدم پر اسلام کا سخت ترین دشمن ثابت ہوا لیکن فتح مکہ سے پہلے جب حضرت

عباس کے ساتھ آپ کے سامنے آتا ہے تو گو اس کا جرم اس کے قتل کا مشورہ دیتا ہے مگر رحمت عالم کا عفو عام ابوسفیان سے کہتا ہے کہ ڈر کا مقام نہیں محمد رسول اللہ انتقام کے جذبے سے بالاتر ہیں پھر حضور نہ صرف اس کو معاف فرماتے ہیں بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو بھی امن ہے۔

ہند ابوسفیان کی بیوی ہے، وہ ہند جو اُحد کے معرکہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گا گا کر قریش کے سپاہیوں کا دل بڑھاتی ہے وہ جو حضور کے سب سے محبوب چچا اور اسلام کے پیرو حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ بے ادبی کرتی ہے ان کے سینے کو چاک کرتی ہے ان کے کان ناک کاٹ کر ہار بناتی ہے کلیجہ نکال کر چبانا چاہتی ہے لڑائی کے بعد آپ اس منظر کو دیکھ کر بیتاب ہو جاتے ہیں۔ وہ فتح مکہ کے دن نقاب پوش سامنے آتی ہے۔ یہاں بھی گستاخی سے باز نہیں آتی لیکن حضور پھر بھی کچھ تعرض نہیں فرماتے اور یہ بھی نہیں پوچھتے کہ تم نے یہ کیوں کیا عفو عام کی اس معجزانہ مثال کو دیکھ کر وہ پکار اٹھتی ہے "اے محمدؐ آج سے پہلے تمہارے خیمہ سے زیادہ کسی خیمہ سے مجھے نفرت نہ تھی لیکن آج تمہارے خیمہ سے زیادہ کسی کا خیمہ مجھے محبوب نہیں"

وحشی حضرت حمزہ کا قاتل فتح طائف کے بعد بھاگ کر کہیں چلا جاتا ہے اور جب وہ مقام فتح ہو جاتا ہے تو کوئی دوسری جائے پناہ نہیں ملتی لوگ کہتے ہیں وحشی تم نے ابھی محمدؐ کو پہچانا نہیں تمہارے لئے محمدؐ کے آستانہ سے بڑھ کر کوئی جائے امن نہیں ہے وحشی حاضر ہو جاتا ہے حضور دیکھتے ہیں آنکھیں نیچی کر لیتے ہیں پیارے چچا کا منظر سامنے آجاتا ہے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں قاتل سامنے موجود ہے مگر صرف یہ ارشاد ہوتا ہے وحشی جاؤ میرے سامنے نہ آیا کرو کہ شہید چچا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

عکرمہ، اسلام، مسلمانوں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن یعنی ابوجہل کے بیٹے تھے جس نے آپ کو سب سے زیادہ تکلیفیں پہونچائیں

وہ خود بھی اسلام کے خلاف لڑائیاں لڑ چکے تھے، مکہ جب فتح ہوا تو ان کو اپنے خاندان کے سب جرم یاد آئے، وہ بھاگ کر یمن چلے گئے ان کی بیوی مسلمان ہو چکی تھیں اور رسول اللہ کو پہچان چکی تھیں وہ خود یمن گئیں عکرمہ کو تسکین دی اور ان کو لے کر مدینہ آئیں، حضور کو انکی آمد کی خبر ہوتی ہے تو ان کے خیر مقدم کے لئے اس تیزی سے اٹھتے ہیں کہ جسم مبارک پر چادر تک نہیں رہتی پھر جوش مسرت میں فرماتے ہیں اے مہاجر تمہارا آنا مبارک، غور کرو یہ مبارکباد کس کو دی جا رہی ہے یہ معافی نامہ کس کو عطا ہو رہا ہے اس کو جس کے باپ نے آپ کو مکہ میں سب سے زیادہ تکلیفیں پہونچائیں جس نے آپ کے جسم مبارک پر نجاست ڈلوائی جس نے بحالت نماز آپ پر حملہ کرنا چاہا جس نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر آپ کو پھانسی دینی چاہی جس نے الندوہ میں آپ کے قتل کا مشورہ دیا تھا جس نے بدر کا معرکہ برپا کیا تھا آج اسی کی جسمانی یادگار کی آمد پر یہ مسرت و شادمانی ہے۔

ہبار ابن الاسود وہ شخص تھا جو ایک حیثیت سے حضور کی صاحبزادی حضرت زینب کا قاتل ہے اور کئی شرارتوں کا مرتکب ہو چکا ہے مکہ کی فتح کے موقع پر اس کا خون کیا جاتا ہے وہ چاہتا ہے کہ بھاگ کر ایران چلا جائے پھر کچھ سوچ کر در دولت پر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے یا رسول اللہ میں بھاگ کر ایران چلا جانا چاہتا تھا مگر مجھے حضور کا رحم و کرم اور عفو یاد آیا میں حاضر ہوں میرے جرائم کی اطلاع آپ کو ملی ہیں وہ سب درست ہیں اتنا سنتے ہی آپ کی رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

آپ خیبر جاتے ہیں جو یہودی طاقت کا سب سے بڑا مرکز ہے، لڑائیاں ہوتی ہیں شہر فتح ہوتا ہے، ایک یہودیہ دعوت کرتی ہے آپ بلا پس و پیش منظور فرماتے ہیں، یہودیہ جو گوشت پیش کرتی ہے اس میں زہر ملا ہوتا ہے آپ گوشت کا ٹکڑا منھ میں رکھتے ہیں کہ آپ کو اطلاع ہو جاتی ہے، یہودیہ بلائی جاتی ہے وہ اپنے قصور کا اعتراف کرتی ہے لیکن رحمت عالم کے دربار سے اس کو کوئی سزا نہیں ملتی حالانکہ اس زہر کا اثر آپ کو اس

کے بعد عمر بھر محسوس ہوتا رہا۔

دوستو طائف کو جانتے ہو وہ طائف جس نے مکہ کے عہد ستم میں آپ کو پناہ نہیں دی جس نے آپ کی بات بھی سُننی نہیں چاہی۔ جہاں کے رئیس عبد یالیل کے خاندان نے آپ سے استہزا کیا بازاریوں کو اشارہ کیا کہ وہ آپؐ کی ہنسی اڑائیں شہر کے اوباش ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور دو رویہ کھڑے ہو گئے اور جب آپؐ بیچ سے گزرے تو دونوں طرف سے پتھر برسائے یہاں تک کہ پائے مبارک میں زخم ہو گئے دونوں جوتیاں خون سے بھر گئیں جب آپ تھک کر بیٹھ جاتے تو شریر آپ کا بازو پکڑ کر اٹھا دیتے جب آپ چلنے لگتے تو پھر پتھر برساتے آنحضرتؐ کو اس دن اس قدر تکلیف پہونچی تھی کہ نو برس کے بعد حضرت عائشہؓ نے ایک دن دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ تمام عمر میں آپ پر سب سے زیادہ سخت دن کون آیا تو آپ نے اسی طائف کا حوالہ دیا تھا۔

سنہ ۸ ہجری میں مسلمانوں کی فوج اسی طائف کا محاصرہ کرتی ہے ایک مدت تک محاصرہ جاری رہتا ہے قلعہ نہیں فتح ہوتا بہت سے مسلمان شہید ہوتے ہیں، آپ واپسی کا ارادہ کرتے ہیں پر جوش مسلمان نہیں مانتے طائف پر بد دعا کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ ہاتھ اٹھاتے ہیں مگر کیا فرماتے ہیں خداوندا طائف کو ہدایت کر اور اس کو اسلام کے آستانہ پر جھکا۔ دوستو یہ کس شہر کے حق میں دعاء خیر ہے وہی شہر جس نے آپ پر پتھر برسائے تھے آپ کو زخمی کیا تھا، آپ کو پناہ دینے سے انکار کیا تھا۔

ہمارے حضورؐ
از امۃ اللہ تسنیم
بچوں کے لئے لکھی گئی آسان زبان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ دلکش انداز میں بچوں کی نفسیات کے مطابق۔ قیمت مجلد چار روپیہ
مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

نعت

والی آسی

یہ ہر طرف جو اُجالا دکھائی دیتا ہے
انھیں کے نور کا جلوا دکھائی دیتا ہے

خدا کرے کہ وہاں جا کے میری جاں نکلے
جہاں سے گنبدِ خضرا دکھائی دیتا ہے

وہ شخص جس نے ترے راستے کو چھوڑ دیا
غموں کی دھوپ میں جلتا دکھائی دیتا ہے

مری نگاہ میں مہتاب کی یہ صورت ہے
نبیؐ کا نقشِ کفِ پا دکھائی دیتا ہے

ترے بغیر رسالت کے گوہرِ یکتا
مرا وجود سُلگتا دکھائی دیتا ہے

وہ آدمی جسے قرآن کی ضرورت ہے
بہت دنوں سے اکیلا دکھائی دیتا ہے

ہیں قربِ حق کے کئی راستے مگر والی
نبیؐ کا راستہ سیدھا دکھائی دیتا ہے

شیخ علی طنطاوی
ترجمہ و تلخیص
سید محمد انس ندوی

بیٹی کی شادی!

مدینہ میں کچھ ہونے والا ہے، لیکن کیا ہونے والا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں، لوگ اپنے اپنے گھروں و دکانوں سے باہر نکل آئے ہیں، عورتیں دروازوں کی درازوں اور کھڑکیوں سے جھانک رہی ہیں، سارے لوگ خلیفہ عبدالملک کے ایلچی اور قاصد خاص کے جلوس کو بہت غور سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ کوئی بہت ہی اہم معاملہ کے سلسلہ میں آیا ہے۔ لیکن وہ اہم معاملہ کیا ہے؟ کسی کو اب تک معلوم نہیں ہو سکا، لوگ اپنے اپنے اندازے بیان کر رہے ہیں جو جس کے دل میں آرہا ہے اس کا اظہار کر رہا ہے، جتنے منہ اتنی باتیں، کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، یہاں تک کہ جلوس مسجد نبوی پہونچ گیا۔

اس زمانہ میں مسجد ہی سارے اہم معاملات طے کئے جانے کی موزوں جگہ سمجھی جاتی تھی۔ وہیں بیعت کا انعقاد ہوتا، اسی میں بادشاہوں اور امیروں کا استقبال ہوتا اور وہیں باہری ملکوں سے آئے ہوئے وفود سے ملاقاتیں کی جاتیں۔ عدالتیں بھی وہیں قائم کی جاتیں اور فیصلے سنائے جاتے، اسی طرح علمی حلقے، تدریسی نشستیں مسجد ہی میں ہوتیں، گویا ایک ہی وقت میں مسجد عبادت گاہ ہونے کے ساتھ ساتھ پارلیمنٹ کا کام دیتی تو دوسری طرف عدالت اور درسگاہ بھی تھی۔

خلیفہ عبدالملک کا قاصد سید التابعین حضرت سعید بن المسیب کے حلقہ درس کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انھیں خلیفہ کا سلام پہونچا کر کہا کہ خلیفہ کی طرف سے مجھے محض اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ کی بیٹی کو خلیفہ عبدالملک کے بیٹے اور مسلمانوں کے ولی عہد ولید کے لئے پیغام نکاح دوں"۔ لوگوں کو حضرت سعید کی اس خوش قسمتی اور عزت و شرف پر جو ان کو عنقریب ملنے والا تھا بہت رشک ہوا، ان کی بیٹی آج مسلمانوں کے ولی عہد اور ہونے والے خلیفہ اور اسلامی ممالک کے امیر المومنین کی بیوی بننے والی ہے۔ لوگ اس انتظار میں تھے کہ حضرت سعید خوشی و مسرت سے کھل اٹھیں گے، اتنی زبردست نعمت پا کر وہ پھولے نہیں سمائیں گے اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ ہوگا۔

لیکن حضرت سعید کا معیار سارے لوگوں کے معیار سے بالکل مختلف تھا ان کی کسوٹی شریعت کی کسوٹی تھی لوگ، تو مال و جاہ کی تلاش میں رہتے ہیں لیکن حضرت سعید اپنی بیٹی کے لئے روحانی سعادت اور مسرت کی تلاش میں تھے ان کی نظر اخلاق، دین، پاکبازی اور شرافت پر تھی، وہ سوچ رہے تھے کہ اگر ان کی بیٹی کا مہر اس کا دین بنتا ہے تو وہ ولید کی دنیا لے کر کیا کریں گے، !!

ایک عورت کیلئے غریب دیندار اور با اخلاق شخص امیر المومنین کے بیٹے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کیوں کہ یہ غریب شخص تنہا اس کا ہو کر رہے گا اور امیر المومنین کا بیٹا تنہا بیوی کا بن کر نہیں رہ سکتا، بلکہ اس کی دوسری بیویاں لونڈیاں اور نہ جانے کتنی انجانی و غیر انجان عورتیں شریک ہوں گی،

آپ ہی سوچئے کہ اگر آپ کے پاس کوئی بہت وفادار ملازم ہے اور وہ آپ سے بہت محبت کرتا ہے اس سے جو کہا جائے کرنے کو تیار رہتا ہے آپ اس کو کوئی امانت دیں اور یہ کہہ کر کہ اسے لیجا کر زید کو دیدو، لیکن وہ اسے عمر کو دے آئے تو کیا آپ اس سے ناراض نہ ہونگے خوش رہیں گے۔؟

اسی طرح آپ کی بیٹی آپ کے پاس خدا کی امانت ہے اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اسے ایسے شخص کے ہاتھ میں دینا جو دیندار پرہیزگار اور خوش اخلاق ہو اب اگر آپ خدا کا کہنا نہیں مانتے اور مال و دولت ڈھونڈتے ہیں اور اپنی بیٹی کو تجارت کا سامان تصور کرتے ہیں تو سمجھ

سمجھئے کہ آپ نے خدا کو بھی ناراض کیا اور اپنی بیٹی کو بھی تکلیف سے دوچار کر دیا، کیا لڑکی کوئی بھیڑ، بکری ہے جو ایسے ہی آدمیوں کے ہاتھوں میں دی جائے جو اس کی قیمت بخوبی ادا کر دے، میں کہتا ہوں کہ دہر کی زیادتی سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا، اگر شادی کامیاب ہوئی تو دونوں ایک دوسرے کی خوشی و غم کو اپنی خوشی و غم سمجھیں گے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہوں گے اور اگر خدانخواستہ شادی ناکام ہوئی تو جائیے جو مال و دولت آپ نے لیا ہے اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔

حضرت سعید ابن المسیب یہ ساری چیزیں سوچ رہے ہیں اور قاصد جواب کے انتظار میں کھڑا رہا۔ اس کو اس بات کا یقین تھا کہ حضرت سعید اس بات کو ضرور مان لیں گے۔ عام لوگوں کا بھی یہی خیال تھا کہ حضرت سعید خلیفہ عبدالملک کے پیغام کو ضرور قبول کر لیں گے۔ لیکن سب کے سب حیرت زدہ رہ گئے جب انھوں نے صاف انکار کر دیا، انھوں نے اس بات سے انکار کر دیا کہ وہ اپنی بیٹی کو ہونے والے امیر المومنین کی زوجیت میں دیں۔

* * *

کچھ عرصہ گزر گیا۔ حضرت سعید کے درس میں ان کے ایک شاگرد ابو وداعہ حاضر ہوا کرتے تھے جو بہت ہی دیندار اور با اخلاق تھے وہ کئی دنوں سے غیر حاضر ہو رہے تھے۔ کچھ دن گزر جانے کے بعد جب وہ آئے تو آپ نے ان سے نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ انھوں نے عرض کیا: میری بیوی بیمار ہو گئی تھی اس کی تیمارداری اور دیکھ بھال میں لگا ہوا تھا۔ آخر کار جانبر نہ ہو سکی اور اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے پوچھا تم نے دوسری شادی کی۔ عرض کیا مجھ سے اب کون شادی کرے گا۔ میں غریب آدمی ہوں چار درہم کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔ اس چار درہم کے بدلے کون اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کرے گا۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ تمھارا نکاح میں اپنی لڑکی سے کر دوں گا۔

سنا آپ نے یہ وہی سعید ہیں جنھوں نے امیر المومنین کے بیٹے کو رد کر دیا تھا جس کی

حکومت بحر اٹلانٹک سے لے کر کوہ چین تک تھی اور ایک ایسے شخص کو قبول کر لیا جس کی ساری پونجی صرف چار درہم تھی۔

ابو وداعہ حیرت زدہ رہ گئے ان کو اپنے کانوں پر اعتبار نہیں ہو رہا تھا انھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خواب دیکھ رہے ہوں۔ حضرت سعید نے گواہوں کو بلایا اور اسی وقت نکاح کر دیا۔ ابو وداعہ کو یہ ساری چیزیں خواب میں ہوتی معلوم ہو رہی تھیں وہ اسی طرح حیرت و استعجاب میں ڈوبے ہوئے اپنے گھر آئے۔ رات ہو گئی تھی ان کے سامنے کھانا رکھا گیا جو صرف روٹی اور زیتون کا تیل تھا۔ اچانک دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی پوچھا، کون؟ باہر سے جواب آیا کہ سعید۔

ابو وداعہ کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں اسوقت سعید نام کے بہت لوگ آئے لیکن حضرت سعید بن المسیب کا ذرا بھی خیال نہیں آیا، اور آتا بھی کیسے کیوں کہ حضرت سعید کو کسی نے کہیں آتے جاتے نہیں دیکھا یا کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ مسجد سے گھر اور گھر سے مسجد کے علاوہ کہیں جاتے ہی نہیں تھے ان کا یہ معمول چالیس برس سے تھا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو فرمانے لگے: کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ ... مجھ سے قیامت کے دن تمھاری تنہائی پر باز پرس نہ کر لیں، لو یہ اپنی بیوی انھیں کو پہونچانے میں آیا تھا! یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

حضرت سعید نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور رخصت بھی کر دیا نہ کوئی رسم نہ دھوم دھام نہ چہل پہل، سارا کام خاموشی اور سکون سے ہو گیا۔ ظاہر ہے شادی اس کا نام تو نہیں ہے کہ خوب مجمع ہو اور فضول خرچی کی جائے خوب چہل پہل ہو بلکہ شادی تو دو دلوں اور دو روحوں کے درمیان ربط اور رشتہ کا نام ہے نہ کہ ساز و سامان اور جہیز کی کثرت کو کہتے ہیں اس قسم کی شادی صرف ایک ہی گھر کو تباہ نہیں کرتی بلکہ اس کے اثرات بیسوں گھروں پر پڑتے ہیں۔

ابو وداعہ کہتے ہیں کہ دوسرے دن جب تیار ہو کر باہر جانے لگا تو بیوی نے

پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا حضرت سعید کے حلقۂ درس میں بیٹھنے. کہا، آؤ میرے پاس بیٹھو، میں تم کو سعید کا علم اور ان کی باتیں سکھا سکتی ہوں، یعنی حسن وجمال، سیرت و کردار کے ساتھ عالم دین اور حدیث و قرآن کے علوم پر گہری نظر رکھتی تھیں۔

حضرت سعید بن المسیب کے انتقال کے بعد جب علماء کسی پیچیدہ مسئلہ میں الجھتے اور انھیں کوئی حل سمجھ میں نہ آتا تو انھیں کی طرف رجوع کرتے تھے، اس واقعہ میں ایک سبق ہے والدین کے لئے بھی اور طلبہ اور اہل علم کے لئے بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

چند اہم کتابیں

صحبتے با اہل دل
(از مولانا ابوالحسن علی ندوی)

حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی کے وہ مجلسی ارشادات وملفوظات جن میں عہد حاضر کے ذوق ومذاق کے مطابق اصلاح کا پیغام ایمان ویقین پیدا کرنے کا وافر سامان ملتا ہے

قیمت مجلد جدید ایڈیشن مع اضافہ ۹/:

صحبتے با اولیاء
از مولانا تقی الدین ندوی۔ مقدمہ سید ابوالحسن علی ندوی

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ کے ملفوظات وارشادات کا مجموعہ جس کے مطالعے سے ایمان میں تازگی اور فکر آخرت پیدا ہوتی ہے

قیمت مجلد ۷/۵۰

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

عورت

حضرت ماہر القادری

صبح فطرت کا اجالا، بزم ہستی کا چراغ
حسن کا بیتاب دل، عشق ومحبت کا دماغ

چہرہ ہستی کا غازہ بن گیا جس کا وجود
بھیجتی ہیں دہر کی نیرنگیاں جس پر درود

جس کی زلفوں سے شب تاریک پاتی ہے نمود
جس کے چہرہ کے نکھار، صبح کا روشن وجود

جس کی پیشانی کو آب نور سے دھویا گیا
جس کے ہونٹوں میں مسیحائی کا رس گھولا گیا

جس کی شرم ناز کو شرم ومروت دی گئی
جس کے ہر انداز میں بجلی کی رو حل کر گئی

بوئے گل، رنگ شفق، انداز رفتار نسیم
اس جہان آب وگل میں بن گئے جس کے ندیم

توسن الفت کو وہ جس رخ پہ چاہے موڑ دے
جس کا ہر جلوہ طلسم سحر بابل توڑ دے

سحر کا موضوع دلکش اور افسانوں کی جان
صانع قدرت کی صناعی کا اک زندہ نشان

جس کا بچپن بن کھلی کلیوں سے بھی نازک لطیف
جس کی پاکیزہ مزاجی آپ ہی اپنی حریف

لالہ وگل کی طرح خود آزما جس کا شباب
ہر تجلی برق ساماں، ہر تبسم کامیاب

وہ بڑھاپا زندگی کی شام کہتے ہیں جسے
پائمال گردش ایام کہتے ہیں جسے

ایسے نازک دور میں اس جان فطرت کا دماغ
دہر میں "تدبیر منزل" کے جلاتا ہے چراغ

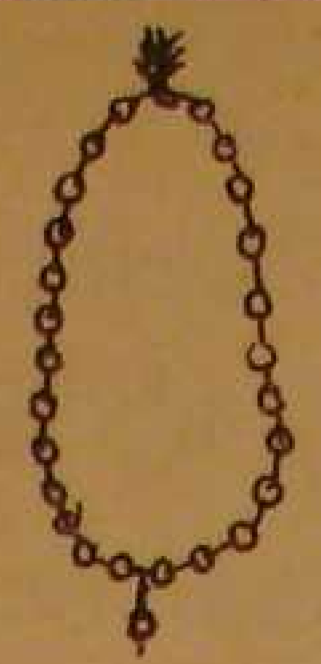

میری دلربا تسبیح

انیسہ ہارون شیروانی

کس قدر چھوٹی مگر کتنی پیاری چیز!! آسائش روح، آرام جاں، تسکین قلب، ناتواں ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والی، کسی کی یاد کا ذریعہ، الغرض حیران ہوں کہ اے تسبیح تجھے کیا کیا نام دوں اور کس کس لقب سے پکاروں؟؟؟

مجھے واقعی تو سب سے زیادہ عزیز ہے، ہاں سب سے تمام دنیا و مافیہا سے کیوں؟ اس لیے کہ میں تجھے ہاتھ میں لے کر تمام افکار و آلام سے ہاتھ اٹھا لیتی ہوں، سب کچھ فراموش کر دیتی ہوں، تجھے تھام کر مجھے کچھ یاد نہیں رہتا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا ہونے والا ہے میں جب تجھے دیکھتی ہوں پھڑک اٹھتی ہوں کہ ہاں ہاں تو وہی ہے جس کو دیکھ کر بے قرار دل کو قرار، بے سہاروں کو سہارا اور بے سکونوں کو سکون یعنی "محبوب" کا نام یاد آجاتا ہے جسم فانی کے تمام عیش و عشرت آرام و آسائش ایک طرف اور بے قرار روح کا سکون و قرار ایک طرف، تیرا ہر دانہ میرے دل کو اس کی طرف کھینچتا ہے جیسے کسی عاشق مہجور کا جذبہ شوق بلا قصد ارادہ اس کو محبوب کی طرف کھینچتا ہے۔ ہاں صرف اسی لیے تجھ کو دیکھ کر تجھے ہاتھ میں لے کر میرا بکھرا ہوا دماغی شیرازہ مجتمع ہو جاتا ہے اور میں اطمینان کا سانس لیتی ہوں کہ اب تمام ذہنی کشمکش سے تھوڑی دیر کے لئے رہا ہو گئی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کیا انوار و برکات ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا بقول حضرت امجد۔

کہتی ہوں میں جب سبحان اللہ کس شان سے فرماتا ہے خدا
کیا خوب کہا کیا خوب کہا سبحان اللہ سبحان اللہ
کون اس کو بھلا پہچان سکے کون اس کی حقیقت جان سکے
میں اور کروں!! تعریف خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہاں میرے لئے کس قدر ناقابل برداشت اور حیرت انگیز ہوتا ہے جب کہ میں اس تقدس مآب گروہ کے اقوال سنتی ہوں جس کے نزدیک تو اسباب ریا اور "متاع فخر" ہے اللہ اکبر کتنا تفاوت خیالات ہے اور [illegible]یا زمین و آسمان کا فرق! خدایا تو نے اس دنیا کو کس قدر گوناگوں اور بوقلمون خیالات کا گہوارہ بنایا ہے ایک چیز جو ایک شخص کی نظر میں تریاق ہے دوسرا اس کو زہر ہلاہل سمجھتا ہے!!! یہ کیسی عجیب بات ہے، میری تو یہ حالت ہے کہ اگر تو میرے پاس نہ ہو تو سمجھتی ہوں کہ ایک بڑی نعمت سے محروم ہو گئی اور اطمینان قلب رخصت ہو جاتا ہے۔ لیکن پروردگار! حقیقت حال سے صرف تو ہی باخبر ہے اور اصلیتوں سے تو ہی آگاہ ہے۔ ہم بے خبر تو صرف تاریکی میں اپنا راستہ ٹٹولنے کی کوشش کرتے ہیں اور "اھدنا الصراط المستقیم" کا پانچ وقت ورد کر کے تجھی سے طلب ہدایت ہوتے ہیں میں تو یقیناً یہی کہوں گی کہ جو چیز مجھے تیری طرف تیری یاد تیرے ذکر و فکر کی طرف کھینچتی ہے مائل کرتی ہے وہ چیز مجھے دنیا بھر سے زیادہ عزیز ہے خواہ وہ نازک تسبیح کے چھوٹے ہلکے پھلکے دانے ہی کیوں نہ ہوں جس کو ہاتھ میں لے کر ہم خواہی نخواہی تجھ کو پکارتے ہیں یاد کرتے ہیں۔ سفر و حضر میں ہر جگہ بلا تکلف ہم جس چیز سے اپنی پراگندہ خاطری کو دور کر سکتے ہیں وہ صرف اے تسبیح تو ہی ہے!!! جب ہم تجھ کو ہاتھ میں لے لیں گے لامحالہ زبان پر اسی کا نام آئے گا۔ جو ہمارے لئے دونوں جہاں میں منتہائے مقصود ہے۔

ہاں تیرا وجود اس مادہ پرست فلسفی دنیا کے لئے خواہ کتنا ہی باعث تضحیک کیوں نہ ہو مگر مجھے تو روز بروز زیادہ شیریں اور عزیز ہوتی جاتی ہے میں تجھے ان تمام خیالات

کے لوگوں سے چھپا کر رکھتی ہوں تاکہ تیری شان میں سبک کلمات سننے سے میری قوت سامع محفوظ رہے اور میری دل کو شدید دکھ نہ پہونچے۔

حیران ہوں کہ اے تسبیح !!! کون سے شیریں ترین الفاظ سے تیرے ساتھ میں اپنا پیار اور اخلاص ظاہر کروں !!! اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ

پڑھا تسبیح پر نام خدا ہے اس لئے میں نے
زباں کے ساتھ شاہد حشر میں ہر دانہ ہو جائے
وہ ساعت جس میں سودائے "محمدؐ" ہو مجھے یارب
وہ ساعت میری ساری عمر کا افسانہ ہو جائے

ایک اہم اعلان

قارئین رضوان کو یہ جان کر مسرت ہوگی کہ آئندہ مہینے سے رضوان کے صفحات میں ۸ صفحات کا اضافہ کیا جا رہا ہے اس کے ساتھ چندہ سالانہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ رضوان کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر ادارہ کی اعانت فرمائیں۔

منیجر

خط کی چوری

امۃ الوحی صاحبہ

کسی کے خط کو چوری سے پڑھنا دین و دنیا دونوں جہان میں نہایت ذلیل اور کمینہ حرکت سمجھی جاتی ہے خاص کر تعلیم یافتہ اور مہذب اشخاص تو اس کمینہ حرکت کو بہت بری نظروں سے دیکھتے ہیں مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بری عادت جاہل آدمیوں یا عورتوں ہی میں نہیں بلکہ اچھے اچھے تعلیمیافتہ لوگوں میں موجود ہے، چوری سے خط پڑھنے والے کو معلوم نہیں ہوتا لیکن بعض اوقات غریب لکھنے والی کا خاصہ نقصان اور ہرج ہو جاتا ہے یہ مان بھی لیا جائے کہ خط میں کوئی بات ایسی نہیں تھی جس کے دیکھنے سے کچھ نقصان پہونچے تاہم دل شکنی اور دل آزاری تو ضرور ہوگی کہ ہمارا خط کسی غیر نے کیوں دیکھا۔ بعض نوعمر نئی بیاہی ہوئی لڑکیاں اپنے شوہروں کو خط لکھنے اور ڈاک میں ڈلوانے میں نہایت احتیاط سے کام لیتی ہیں اور بڑے بھروسے سے کسی پر اعتبار کر کے خط ڈاک میں ڈالنے کو دیتی ہیں۔ اب اگر اعتبار والا شخص جس پر بھروسہ کیا گیا تھا امانت میں خیانت کرے تو کس قدر افسوس کی بات ہے چوری سے خط پڑھنے والا یہ نہیں سوچتا کہ اگر اسی طرح کوئی ہمارا خط پڑھے تو ہمیں کسقدر ناگوار ہوگا میرے نزدیک تو خط کی چوری پیسے کی چوری سے بھی زیادہ بری اور کمینہ حرکت ہے، روپے کے نقصان کی تلافی ہو سکنا ممکن ہے، مگر خط کو چوری سے پڑھنے میں بعض اوقات ناقابل تلافی نقصان پہونچ جاتا ہے کہ اس کا تدارک ناممکن ہے۔

ایک دردناک واقعہ:۔ میری ایک ملنے والی بی بی کا ذکر ہے کہ وہ کسی تقریب میں گئیں اتفاقاً

کان کا جڑاؤ کرن پھول جھمکا نکل گیا جو تقریباً ہزار روپے کی مالیت کا تھا! بدقسمتی سے شوہر درشت اور سخت مزاج آدمی تھا۔ بیوی کو میاں کی طبیعت کا اندازہ تھا! خیال ہوا کہ اس نقصان پر بہت ناراض ہوں گے اور نہ معلوم غصہ میں آکر کیا بے عزتی کا سلوک کر بیٹھیں لہٰذا گھر آتے ہی فوراً اپنے والدین کے نام خط بھیجا کہ میرا کرن پھول اس طرح جاتا رہا اب آپ بھابھی صاحبہ ان کے کرن پھول عاریتاً لے کر مجھ کو فلاں پتہ پر ارسال فرمائیں، میں یہاں سے روپیہ ارسال کردوں گی آپ بھابھی صاحبہ کے لئے وہاں تیار کرالیں، خط لکھ کر ڈاک میں ڈالنے کے واسطے ماما کو دیا اور بہت تاکید کردی کہ گھر والا کوئی دیکھنے نہ پائے۔ قسمت کی مار کہیں کھڑی ہوئی نند صاحبہ یہ گفتگو سن رہی تھیں دل میں شیطان نے گدگدایا اور ماما کو بلایا۔ یا تو لالچ دیکر یا ڈرا دھمکا کر اس سے خط لے کر پڑھ لیا۔ اور جس وقت بھائی آیا سب معاملہ کہہ سنایا۔ اب کیا تھا غصہ کا تھرمامیٹر ایک سو دس درجہ پر چڑھ گیا ادھر بی بی کو خبر لگی کہ سب معاملہ کی خبر شوہر کو ہوگئی ہے اس پر خوف اور دہشت طاری ہوگئی۔ اندر جا کر فوراً افیون کھا لی اور چند گھنٹوں میں تڑپ تڑپ کر جان دیدی' ایک جان کا نقصان جو ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ صرف خط کی چوری سے پڑھنے کی وجہ سے ہوا۔

اس دردناک واقعہ سے سب بہن بھائیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اگر خدا نخواستہ ان میں یہ بری عادت ہے تو اس کمینہ فعل سے توبہ کرکے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ نیز سب مردوں کو چاہئے کہ اپنی غریب اور کمزور دل بیویوں سے محبت اور الفت سے پیش آیا کریں تاکہ وہ آپ کی محبت کی قدردان ہو کر اطاعت شعار بنیں اور آپ سے . . . . اس قدر خوفزدہ نہ ہوں کہ اگر کبھی ان سے کوئی نقصان ہوجائے تو اپنی جان ہی گنوا دیں۔

ذائقہ

مخدومہ خیر النساء بہترؔ

ماش کا حلوہ

ماش کی دال آدھا کلو، شکر سوا کلو، گھی آدھا کلو، ادرک سوا سو گرام:

پہلے دال بھگو کر صاف کرلو اور ادرک چھیل کر بھگو دو اور ادرک کو دودھ میں ابال لو پھر پیس کر گھی میں خوب بھونو کچاہند باقی نہ رہے۔ پھر شکر ڈال کر اور کچھ دیر چلا کر ویسے ہی جما دو۔

مونگ کا حلوہ

مونگ کی دال سوا کلو اچھی طرح دھلی ہوئی کہ چھوٹے مونگ نہ رہ جائیں اسکو بھگو کر بھوسی نکال ڈالو دال دھلنی سے خوب صاف کرو ایک کلو رہ جائے گی اسے دودھ میں جوش دیکر جب خوب گل جائے پیس کر ایک کلو گرام گھی میں بھونو جب گھی الگ ہوجائے اور خوشبو دینے لگے تو ایک سیر شکر ڈال کر چلاتی رہو، پھر اتار کر طشت میں جما دو، جمنے کے بعد ٹکڑے کاٹ لو، اگر ممکن ہو تو خوشبو اور میوہ بھی شریک کرلو۔

بیسن کے لڈو

بیسن باریک ایک کلو، گھی آدھا کلو، شکر سات سو پچاس گرام، انڈے سولہ عدد، انڈوں کو جوش دے کر زردی لے لو اور سوا سو گرام گھی میں دھیمی آنچ پر رکھ کر چمچہ سے ایسا ملاؤ کہ ایک جان ہو جائیں، جب خوشبو آجائے تو اتار لو مگر ایسی تیز نہ ہو کہ جلی بو محسوس ہو، اور بیسن کو گھی میں بھونو جب کچاہند جاتی رہے اور سوندھی خوشبو آنے لگے تو اتار کر شکر اور زردی خوب ملاؤ اور لڈو بناؤ، خوب لذیذ ہوں گے۔